

19

مومن کو چاہیے کہ وہ ہر حالت میں میانہ روی سے کام لے

(فرمودہ 12 جولائی 1957ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

”انسان کی پیدائش خدا تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ افراط اور تفریط دونوں ہی اس کے لیے مُضر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ ظاہری موسم کی افراط اور تفریط بھی اسے نقصان پہنچاتی ہے۔ زیادہ گرمی ہو تو وہ بھی صحت کو خراب کر دیتی ہے اور زیادہ سردی ہو تو وہ بھی صحت کو خراب کر دیتی ہے۔ یہی کیفیت اخلاقی اور روحانی امور کی بھی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مالی معاملات کے متعلق ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر تم اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھو یعنی نخل سے کام لو تو یہ بھی بُرا ہے اور اگر تم اسے بالکل کھول دو یعنی حد سے زیادہ خرچ کرنا شروع کر دو تو یہ بھی بُرا ہے۔ 1۔

اصل طریق یہی ہے کہ تم میانہ روی سے کام لو اور صحیح رنگ میں اپنا مال خرچ کرو۔ جس میں نہ تو نخل پایا جائے اور نہ ہی اسراف کا پہلو پایا جائے۔ اسی طرح صدقہ و خیرات جو بظاہر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے اس میں بھی اسلام نے اس ہدایت کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی فوت ہونے لگے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں اپنا سارا مال صدقہ دوں۔ آپ نے فرمایا یہ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں

کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے بیوی بچے دوسروں کے آگے دستِ سوال دراز کرتے پھریں گے۔ انہوں نے کہا یَا رَسُولَ اللّٰہ! پھر میں دو تہائی کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ بھی زیادہ ہے۔ انہوں نے کہا یَا رَسُولَ اللّٰہ! پھر مجھے نصف مال صدقہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ نے فرمایا یہ بھی زیادہ ہے۔ انہوں نے کہا یَا رَسُولَ اللّٰہ! پھر میں کتنے حصہ کی وصیت کروں؟ آپ نے فرمایا تم ایک تہائی کی وصیت کرو اور دو تہائی اپنے رشتہ داروں کے لیے رہنے دو۔ 2 غرض صدقہ و خیرات جو ایک بہت بڑی نیکی ہے اس میں بھی اسلام نے میانہ روی سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہے اور اپنا سارا مال خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ہاں! اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ ہبہ کی تکلیف خود اسے بھی پہنچتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جس کی سالانہ آمد ایک لاکھ روپیہ ہے وہ اگر اس آمد کو ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔ وہ ہبہ سے پہلے اگر آٹھ ہزار یا چار ہزار یا تین ہزار روپیہ ماہوار میں گزار کر رہا تھا تو ہبہ کے ذریعہ اس نے اپنے آپ کو بھی اس آمد سے محروم کر لیا۔

پس ہبہ ایک علیحدہ چیز ہے اور اسلام نے اسے جائز رکھا ہے۔ کیونکہ ہبہ میں انسان اپنی بیویوں اور اپنے بچوں کو ہی اپنی جائیداد سے محروم نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر لیتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے قربانی کرنے کے لیے تیار ہو تو شریعت اس کے جذبہ قربانی میں روک نہیں بنتی۔ لیکن اگر وہ اپنی زندگی میں تو ایک لاکھ روپیہ سالانہ آمد اپنے نفس پر خرچ کرتا رہتا ہے اور مرتے وقت چاہتا ہے کہ اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دے دے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود تو سارے روپیہ سے فائدہ اٹھاتا رہا لیکن جب مرنے لگا تو اس نے چاہا کہ اب اس کے بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار جس طرح چاہیں گزارہ کریں اور ان کے لیے کوئی روپیہ باقی نہ رہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ مرنے والا صرف ایک تہائی تک کی وصیت کرے۔ یعنی اگر کسی کی ایک لاکھ روپیہ آمد ہو تو وہ اس کے لیے 1/3 حصہ یعنی تینتیس ہزار کی وصیت کر سکتا ہے۔ ہاں! اگر وہ اپنی زندگی میں اسے ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنے کے لیے تیار ہے۔ اور جو شخص خود اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنے کے لیے تیار ہو اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو بھی اسی قسم کے حالات میں سے

گزر نے دے۔ غرض میانہ روی ہر حالت میں ایک ضروری چیز ہے۔ جسمانیات میں بھی یہی بات چلتی ہے اور اخلاق میں بھی یہی بات چلتی ہے اور روحانیات میں بھی یہی بات چلتی ہے۔ بہر حال ایک مومن کے لیے ہر حالت میں اقتضا کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر اُسے مال ملے تب بھی اسے اپنا مال نہ تو حد سے زیادہ لٹانا چاہیے اور نہ بخل سے کام لینا چاہیے۔ اسی طرح نہ حد سے زیادہ نمازیں پڑھنی چاہئیں اور نہ نمازوں کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک رسی لٹک رہی ہے۔ آپ نے حضرت زینبؓ سے جو آپ کی بیوی تھیں اور بڑی عابدہ زاہدہ تھیں دریافت فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ! مجھے نمازیں پڑھتے پڑھتے اونگھ آنے لگتی ہے تو میں اس رسی سے سہارا لے لیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اسے اتار دو۔ یہ کوئی عبادت نہیں۔ عبادت اُسی حد تک کرنی چاہیے جب تک کہ دل میں بشاشت قائم رہے۔ جب اونگھ آنے لگ جائے تو سمجھ لو کہ اب خدائی فیصلہ یہی ہے کہ اس وقت عبادت کو چھوڑ دیا جائے۔ پس یہ رسی اتار دو اور آئندہ اُسی وقت تک نماز پڑھا کرو جب تک تمہارا جسم اسے برداشت کر سکے۔ 3

اسی طرح دیکھ لو روزہ کتنی اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عید کے دن روزہ رکھنے والا شیطان ہے۔ 4 اسی طرح آپ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن خاص طور پر مقرر کر کے روزہ نہ رکھا کرو۔ 5 گویا نماز میں بھی شرط رکھ دی، روزہ میں بھی شرط رکھ دی، ذکر الہی میں بھی شرط رکھ دی اور ہدایت دے دی کہ ہر کام میں میانہ روی ملحوظ رکھو۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ایک ہمیشہ تھیں جو بڑی کثرت سے ذکر الہی کرنے والی تھیں۔ ایک دن وہ اپنی بہن سے ملنے گئے تو وہ کہنے لگیں بھائی! اچھا ہو گیا کہ آپ آگئے۔ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی تھی۔ انہوں نے کہا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگیں میں جب نماز پڑھتی ہوں تو مجھے نماز میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا ذکر الہی میں آتا ہے۔ وہ کہنے لگے بہن! یہ دوزخ کی طرف پہلا قدم ہے۔ اگر تم نے جلدی اپنی اصلاح نہ کی تو شیطان کا دوسرا قدم یہ ہوگا کہ وہ تمہیں ورغلا کر کہے گا کہ نوافل میں فرائض سے بھی زیادہ مزا ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ تمہاری فرض نماز بھی چھوٹ جائے گی۔ پھر انہوں نے اپنی بہن کو لائحہ عمل پڑھنے کی تاکید کی تاکہ شیطانی وساوس دور ہوں۔ ایک دن اُن کی بہن آ کر کہنے لگیں کہ بھائی! تمہاری بات بالکل ٹھیک نکلی۔ میں نے وظیفہ کرنا شروع کیا تو ایک دن میں نے

رویا میں دیکھا کہ شیطان بندر کی شکل میں میرے سامنے بیٹھا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میرا پہلا قدم یہ تھا کہ میں ذکر الہی میں مشغول رکھ کر تجھے نمازوں میں سُست کروں اور دوسرا قدم یہ تھا کہ تم سے فرض نماز بھی چھڑا دوں۔ مگر تمہارا بھائی چالاک نکلا اور اس نے تمہیں بچالیا۔

تو کسی چیز کی زیادتی بھی انسان کے لیے مفید نہیں ہوتی۔ نہ ذکر الہی کی زیادتی مفید ہوتی ہے، نہ نمازوں کی زیادتی مفید ہوتی ہے، نہ روزوں کی زیادتی مفید ہوتی اور نہ صدقہ و خیرات کی زیادتی مفید ہوتی ہے۔ اگر انسان ان امور میں حد سے زیادہ نکل جائے تو یہی زیادتی اُس کے لیے مُضر ہو جاتی ہے۔ پس ان سب باتوں سے انسان کو بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(الفضل 25 جولائی 1957ء)

1: وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا ﴿٣٠﴾ (بنی اسرائیل: 30)

2: صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک و رثتہ اغنیاء خیرٌ من ان ینکففوا الناس۔

3: صحیح بخاری کتاب التہجد باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ۔

4: صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الفطر میں ”نہی رسول اللہ عن صیامہما“ کے الفاظ ہیں۔

5: صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعة واذا أصبح صائمًا یوم الجمعة فعليه ان يفطر